Majallah Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 37, Sr.No.104, 2016 pp 07 - 22

مجلّہ تحقیق
مجلّہ کلیہ علوم شرقیہ
جلد ۳۷، جولائی۔ستمبر ۲۰۱۶ء، شمارہ ۱۰۴

ایران میں معاشرتی ناول نگاری، آغاز وارتقا

ڈاکٹر وفا یزدان منش/نگین آغا صادقی ☆

Abstract:

In Persian language the word "Roman"was adapted from the French word"Roman", synonym of "Novel" in English.The appearance of Novel was under influence of the Iran Constitutional Revolution and some other factors such as entering printing industry and press into Iran, establishing Dar ul-Funun; the Polytechnic school,and some translations from European languages and we can see the process of Social Novel in Iranian literature after the stories, Translations, fictions, Imaginary travelogues and historical Novels.

After the First World War and its disasters such as Famine and poverty ,the authors started to write about society's problems and in this way the first Social Novels in Persian literature were appeared. The pioneer was autor of scary Tehran, Morteza Moshfegh Kazemi and was followed by Abbas Khalili, Mohammad Hejazi ,Rabii Ansari and Jahangir Jalili which with the impact of Western countries were describing some social topics such as prostitution, political and administrative corruption and social insecurity in their Novels.

Keywords: Dar ul-Funun, constitutional, Novel, Moshfegh Kazemi, Khalili, Rabii Ansari, Jalili.

یورپ میں ناول کی ابتدا سے پہلے رومانوی داستانوں کا رواج تھا جنھیں ''رومان'' کیا جاتا تھا۔ ان میں خیال پردازی کی بنیاد پر، منظوم ومنثور مافوق الفطرت واقعات پیش کیے جاتے تھے۔فارسی زبان میں بھی ناول کی ابتدا سے پہلے تیرھویں صدی ہجری میں عاشقانہ، بہادرانہ، منظوم قصوں کو ''رمانس''

☆ عضو ہیئت علمی گروہ اردو، دانشگاہ تہران، ایران۔

☆☆ ریسرچ سکالر اردو، دانشگاہِ تہران، ایران۔

(رومان) کہتے تھے۔آہستہ آہستہ نثر کی طرف رجحان ہوا اور ہزارو یکشب(1843)،جس کا مصنف عبداللطیف طسوجی تبریزی(وفات: 1227 ش/1848) ہے قصے سے متاثر ہوکر قلمبند ہوا۔اس وقت کی داستانوں کی موضوعات زیادہ تر مافوق الفطرت عناصر، محیر العقول واقعات، خیر وشر کے تصادم، حسن وعشق کے واقعات اور کرداروں کی بہادری پر مشتمل تھے۔"رومان" میں مصنف اپنے تخیل سے قصے کو پروان چڑھاتا اور طویل کہانیوں کی خصوصیات کو شامل کرتا ہے۔مثال کے طور پر فارسی ادب میں: امیر حمزہ، ایرج نامہ، تورج نامہ، طلسم نور افشاں وغیرہ رومان کہلاتے ہیں۔حقیقت کی تلاش نے مصنفین کو ناول نگاری کی طرف مائل کیا۔یورپ میں ناول نگاری کی روایت کا آغاز سترھویں صدی کا آغاز سے شمار کیا جاتا ہے۔۱۶۰۵ء میں ڈان کیہوٹے منظر عام پر آیا۔

جہاں تک فارسی ادب کا تعلق ہے فارسی ادیبوں نے مختلف اصناف میں طبع آزمائی کی۔ناول کو فارسی زبان میں ''رومان'' کہتے ہیں۔فارسی ادب میں ناول سے قبل ''شبہ داستانیں'' لکھی جاتی تھیں۔

''شبہ داستان'' وہ کہانی ہے جو قسط وار مختلف رسائل اور اخبارات میں چھپتی تھی ان اخبارات و رسائل میں نامہ نگاری، داستان، حکایات اور تمثیلات لکھی جاتی تھیں۔اس ضمن میں بہت سی مثالیں ہیں مثلاً علامہ علی اکبر دہخدا(1257-1334ش/1878-1955) کا رسالہ چرند و پرند 1286-1287ش/ 1907-1908) جس کا موضوع سیاسی اور معاشرتی طنز اور اس عہد کی نکتہ چینی ہے؛ جہانگیر خان شیرازی (وفات :1287 /1908) کی سرپرستی میں صور اسرافیل میگزین میں 1285-1287ش/1906-1908)اور اس میں جیسے اعتصام الملک (1253-1316 ش/ 1874 -1937)کے تراجم شائع ہوتے رہے۔سید اشرف الدین گیلانی (1249- 1312 ش/1870- 1933) کی ادارت میں نسیم شمال 1287 ش/1908)شائع ہوا۔جس میں (عبداللہیان ، 1379: 25-26) کی شبہ داستانیں طبع ہوتی رہیں۔

فارسی ادب میں رومان کا آغاز:

پرانے فارسی ادب میں طویل کہانیاں منظوم شکل میں لکھی جاتی تھیں۔ان منظوم کہانیوں میں شاہنامہ فردوسی شامل ہے جو چوتھی صدی عیسوی میں لکھا گیا۔ویس و رامین (فخر الدین اسعد نمایاں ہے جو پانچویں صدی عیسوی میں سامنے آیا۔حماسی ،عشقیہ ،تاریخی کہانیاں جیسے شاہنامہ فردوسی (چوتھی صدی)، ساسانی اور غزنوی دور کی نثر میں مسجع اور پر تکلف زبان رائج تھی۔جس کے نمونے مغول سلطنت سے عصر قاجار تک دیکھنے میں آتے ہیں۔اس کے بعد فارسی ادب میں اگلے سو سال تک رومان لکھنا بہت کم پایا جاتا ہے۔اسی موخر الذکر عہد کی چند طویل داستانیں جو ادب فارسی میں شامل ہیں اور عامیانہ زبان میں لکھی گئی ہیں۔اسکندر نامہ (582ق/1203 ش); داراب نامہ یا فیروز شاہ نامہ (1326 ش/ 1947)۔داراب نامہ، داراب اور اس کے بیٹے فیروز شاہ کی سرگزشت کو بیان کرتا ہے اور اس

میں پہلوانوں کی جنگ اور عشقیہ داستانیں ہیں۔ سمك عیار ایک پرانا ناول اور مشہور فارسی زبان میں ہے اور یہ ایسی ہی عشقیہ اور رزمیہ کہانیوں پر مشتمل ہے جس کو چھٹی صدی ہجری میں فرامرز بن عبداللہ کاتب ارجانی نے اکٹھا کیا ہے۔ ڈاکٹر پرویز ناتل خانلری نے اس مجموعہ کو (1337-1353 ش /195-1974) پانچ جلدوں میں شائع کیا ہے۔ ابومسلم نامه از ابوعبداللہ مرزبانی مذہبی موضوع پر مشتمل ہے۔ طوطی نامه سوكه سپتاتی (ستر طوطیاں) جو سنسکرت سے پہلوی میں ترجمہ ہے؛ کتاب ہزار و یك شب (الف لیلی) کی کتاب کی پیروی میں لکھا گیا۔

ناول کے آغاز کا پس منظر؛ سیاسی اور سماجی تناظر میں:

جہاں تک فارسی میں ناول نگاری کی سیاسی وسماجی پس منظر کا تعلق ہے۔ اس میں بادشاہوں اور شہزادوں کی کوششوں کا خاص دخل ہے۔

عباس میرزا (متوفی 1212 ش/1833) فتحعلی شاہ قاجار (حک 1176-1212 / کا شہزادہ تھا۔ عباس میرزا کو ایک ذہین شخص کی حیثیت سے یورپی تحولات سے واقفیت حاصل تھی اسی لیے وہ ایرانیوں کو یورپی ممالک کی ترقی سے آگاہ کرتا تھا۔ اس کی خواہش تھی کہ ایران اور یورپ کے باشندوں میں تعلقات بڑھائے جائیں تا کہ ایرانی لوگ یورپی تہذیب اور علوم سے آگاہی حاصل کریں۔ اسی وجہ سے اس نے طالبعلموں کو یورپ میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجنے کی کوششیں جاری رکھیں اور یورپ سے لوگوں کو ایران بلانے کے سلسلے کا آغاز کیا۔ اس کے نتیجے میں جدت اور آزادی پسند شخصیات نے، اپنے دور میں معاشرے کی اصلاح کے لیے ایران سے باہر ہی اپنی تحریروں کا آغاز کیا۔ یہ سلسلہ عباس مرزا سے شروع ہو کر بعد میں بھی جاری رہا۔ ناصر الدین شاہ قاجار (حک 1251 / 1872 - 1275 / 1896) بھی یورپ کے مختلف علاقوں کا سفر کیا وہ ان کی تہذیب اور ان کی ترقی کو دیکھ کر اپنے ملک کو انہی کی طرح بنانا چاہتا تھا۔ اسی لیے اس نے مختلف ایرانی شخصیات اور طالب علموں کو علوم وفنون سیکھنے کے لیے یورپ بھیجا۔ بعد میں مغرب سے تعلیم یافتہ ان لوگوں نے علوم وفنون حاصل کر کے اسی پہنچ پر لکھنا شروع کیا۔ اس طرز کے چند تحریری نمونے " میرزا ملکم خان کے ہیں (1212-1287 ش/ 1833-1908) ہے وہ ایران کی ''وزات امور خارجہ'' سے منسلک تھا۔ اس نے ایرانیوں کی بیداری میں اور انقلاب لانے کے لیے کوشش کی۔ لندن میں اس نے قانون کے نام سے اخبار کی نکالی۔ فتحعلی آخوند زادہ (متوفی 1257 ش/1878) کے ڈرامے اور آقا خان کرمانی (۱۲۳۱ - ۱۲۷۵ش/1853- 1896) کے مختلف رسائل، حاج میرزا عبدالرحیم طالبوف (1213-1289 ش/ 1834-1910) کی کتابیں ایرانیوں کے تفکر کی تبدیلی میں بہت اثر انداز ہوئیں۔ اس نے معاشرتی علمی اصولوں کو سادہ زبان میں بیان کیا۔ طالبوف کی مسالك المحسنین ایک داستانوی سفرنامہ ہے جس میں قانون شکن جبر واستبداد کی تصویر کشی کی گئی ہے۔

ایران میں قائم کیے گئے دار الفنون کا اہم کردار:

قاجاریہ کے دربار سے وابستہ شخصیات خاص طور پر صدر اعظم، قائم مقام فراہانی (متوفی 1214 خورشیدی) نے علوم وفنون کی تعلیم کے لیے دارالفنون کو 1231 ش/ 1852 قائم کیا۔ دارالفنون سے وابستہ شخصیات ملک کی تجارت کی ترقی کے لیے بہت کوششیں کرتی تھیں۔ یہاں مغربی معلمین کو دعوت دی جاتی اور یہ ادارہ جدید مغربی تعلیم کی اشاعت ورواج کے لیے کوشاں رہا۔ اتریش، فرانس، لہستان، برلن، ہالینڈ اور جرمنی سے معلمین مختلف مضامین جیسے جغرافیہ، طب، ریاضی، موسیقی، کیمسٹری، انجینئرنگ، طب اور فوجی تعلیم کے لیے ایران آئے۔ دارالفنون میں فارسی، عربی اور دوسری زبانیں بھی پڑھائی جاتی تھیں۔ یہاں نصابی کتابوں کی فراہمی کے لیے تراجم کا کام بھی ہوتا رہا: ڈاکٹر شلیمر نے ایک لغت نامہ لکھا؛ جا کا نام تھا نیکلا س اس نے خیام کی رباعیات کا ترجمہ کیا۔ دارالفنون میں پڑھنے والے جیسے میرزا زکی مازندرانی (1219 ش/1840)، میرزا علی اکبر خان مہندس شیرازی، علی خان ناظم العلوم (1228-1277 ش/1949 -1898)، میرزا تقی خان کاشانی (19 صدی عیسوی)، محمد حسین قاجار فرانسیسی زبان سے دسترس رکھتے تھے۔ میرزا علی خان مترجم السلطنہ، ڈاکٹر علی خان ہمدانی، میرزا محمد حسین ذکاء الملک (1274 ش/1896)، سید علی خان، میرزا محمد علی خان ذکاء الملک (1254-1321 ش/ 1875-1942) نے مختلف تصانیف کے تراجم کیے۔ اس طریقے سے ابتدا میں فرانسیسی، انگریزی، روسی، جرمنی، عربی اور ترکی میں لکھے گئے ناولوں کا فارسی زبان میں ترجمہ ہوا اور لوگوں کو ان سے ایسی آگہی حاصل ہوئی۔ نصابی کتابوں کے علاوہ محمد طاہر میرزا اسکندری نے جو ناصرالدین شا قاجار کے زمانے کا ایک شہزادہ تھا، نے تاریخی نالوں کا فرانسیسی زبان سے فارسی میں ترجمہ کیا۔ آلکساندرا دوما (باپ) (1181-1249 ش/ ۱۸۰۲-۱۸۷۰) کی کتابوں کا ترجمہ فارسی میں: سہ تفنگدار (1223 ش/ 1844؛ کنت مونت کریستو) 1224 ش/ 1845)؛ لوئی چہاردہم (1279 ش/ 1900)۔ سیاسی جلاوطن مصنف میرزا حبیب اصفہانی نے (وفات: ۱۱۳۱ ش/۳۹۸۱)، سرگذشت حاجی بابای اصفہانی (1203 ش/ 1824) مصنفہ: جیمز موریہ (متوفی 1849) کا انگریزی سے فارسی میں ترجمہ کیا۔ جیمز موریہ انگلینڈ میں تعینات ایران کے سفیر کے ساتھ میرزا ابوالحسن ایلچی شیرازی ایک سال تک رہا۔ موریہ خود بھی فتح علی شاہ قاجار کے عہد میں کچھ عرصے کے لیے برطانیہ کا ایران میں سفیر رہا تھا۔ جیمز موریہ نے ایران سے واپسی پر لندن میں اپنے سفر کے واقعات کو سرگزشت حاجی بابا اصفہانی (1203 ش/ 1824) کے عنوان سے کو انگریزی زبان میں لکھا تھا۔ یہ کتاب ایک اصفہانی پڑھے لکھے کی کہانی ہے جو فتح علی شاہ قاجار کے دربار میں داخل ہو جاتا ہے اور حکومت کی خرابیوں پر ایک رپورٹ لکھتا ہے۔ جیمز موریہ نے چار سال کے بعد اس کتاب کی دوسری جلد کو حاجی بابا در لندن (حاجی بابا لندن میں) کے نام سے چھپوادیا۔ بعض ناقدین اس تحریر کو فارسی میں پہلا تاریخی ناول جانتے ہیں۔ جس کا موضوع حب وطن ہے۔ اس ناول میں تنقید کی جھلک موجود ہے۔

فراہانی کی تجویز پر دارالفنون کے تعلیم یافتہ نوجوان اپنی تعلیم مکمل کرنے کے لیے اسکالرشپ پر یورپ بھیجے گئے۔لندن سے واپسی پر 1190 ش/1811 میں دو ایرانی طالب علموں محمد کاظم اور مرزا حاجی بابا افشار حصول تعلیم کے لیے لندن گئے۔انہوں نے وہاں مصوری اور طب کی تعلیم حاصل کی۔انہی دنوں ایران اور روس کے درمیان 1192 ش/1813 میں عہد نامہ انگلستان پر دستخط ہوئے جس کے نتیجے میں ایران کے شمالی حصے سے کچھ علاقے روسی (اسبق شوروی) کی حاکیت کے تحت آ گئے۔ان واقعات کے نتیجے میں ایران کے دوسرے ممالک خاص طور پر یورپی ممالک کے ساتھ تعلقات بڑھ گئے۔ یوں ایرانی مصنّفین نے ان ممالک سے آگاہی حاصل کی۔ چنانچہ فارسی ادب بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ ناصرالدین شاہ کے دور میں حاجی میرزا عبدالغفار نے، فنلن کی تحریر شدہ داستان، تلماك کا فرانسیسی سے فارسی میں ترجمہ کرکے 1261 ش/1882 میں چھپوایا۔"(آرین پور، 1350، ج1: 252-260) یہ سب لکھنے والے ابتدائی ایرانی مصنّفین ہیں جنہوں نے ناول اور ڈرامے کی صنف میں طبع آزمائی کی۔ علاوہ ازیں ہجرت کرنے والے تاجروں نے بھی لکھنے کی کوشش کی۔انہوں نے ایسی تحریروں میں یورپ کی ترقی سے متاثر ہو کر اپنے ملک کی ترقی کے لیے روشن خیال استبدادی حکومت کے خاتمے کی قوانین کا اظہار کیا۔

ایران میں ناصرالدین شاہ(حک 1227- 1275ش/ 1848-1896) کی وفات کے بعد، فارسی ادب میں تبدیلیاں آ گئیں۔اس عہد کو مشروطیت کا دور کہا جاتا ہے۔مشروطے سے پہلے بعض محققین نے ترجمہ کی طرف توجہ دی اور مغربی تاریخی ناولوں کا فارسی میں ترجمہ کیا۔مثلاً میرزا فتحعلی خان آخوندزادہ (۱۹۱۱-۱۵۲۷ش/1812-۱۸۷۸) کا ستارگان فریب خوردہ یاحکایت یوسف شاہ (1253 ش/ 1874) ترجمے کی مثال ہے جسے میرزا جعفر قراجہ داغی نے آذری زبان سے فارسی میں ناول کا ترجمہ کیا ہے۔اگرچہ یہ ناول ترجمہ میں مگر انہیں پہلا ناول شمار کیا جاتا ہے۔آخوندزادہ وہ پہلا ناول نگار ہے جس نے ایرانی خواتین کے مسائل اور مصائب کو بیان کیا۔وہ روسی ناول نگاروں سے متاثر تھا۔ وہ روایتوں کی پابندی کے خلاف اور تجدد پسند تھا۔اس نے اپنی کتاب ستارگان فریب خوردہ میں صفویہ کے عہد کی تصویر کشی کی ہے۔مختصر یہ کہ انیسویں صدی کی دوسری دہائی میں چھاپے خانے کا رواج، تہران میں دارالفنون کے آثار (1232 ش/ 1852)، طالب علموں کا حصول تعلیم کے سلسلے میں یورپ بھیجے جانا،مغربی ادب سے ایرانیوں کی آشنائی،مشروطے سے پہلے اور بعد کے مختلف رسائل اور اخبارات کی اشاعت،یورپی زبانوں سے فارسی زبان میں ناولوں کے ترجمے،مترجمین کی تعداد بڑھنے،مزید برآں درباری عمائدین کے سیاسی اور تفریحی سفر، یہ سب عوامل مصنّفین اور مترجمین کی مغربی ادب سے خاص طور پر ناول کی صف سے آشنائی کا باعث بنے۔اسی طرح روسی،فرنچ،جرمن اور انگریزی زبان کے ناولوں تک رسائی کے بعد مختلف زبانوں سے واقف فارسی ادیبوں کی توجہ ان کی طرف اور بڑھ گئی اور وہ ناولوں کا فارسی میں ترجمہ کرنے لگے۔ان ترجموں میں سادہ نویسی کے اسلوب کا لحاظ رکھنے کی وجہ سے فارسی

نثر بھی سادہ ہوگئی۔ناول کی صنف میں طبع آزمائی کا اصل مقصد حکومت کی پالیسیوں میں تبدیلی لانا تھا۔ اس وجہ سے ایرانی انقلاب مشروطیت ایران میں 1284 ش/1905 کے دور میں وقوع پذیر ہوا۔ ''آذربائیجان کے سوداگروں اور عثمانی و قفقاز کی تجارتی لین دین، روس و جاپان کی جنگ (1283 ش/1904) میں شکست کے باعث روس میں نزار نے (1284 ش/1905) میں انقلاب آیا۔ان واقعات کے بعد تیرھویں صدی میں مشروطیت کا انقلاب برپا ہوا۔" (آرین پور، 1350، ج1: 225-226) بیسویں صدی میں ایران کا روس اور یورپ سے تعلقات بڑھنا اور عثمانیہ خلافت کا مسئلہ پیدا ہوا ان سب اسباب کی بنا پر ایران میں ترقی اور آزادی پسندی کے رجحانات میں تیزی آگئی۔

ایران میں انقلاب مشروطیت ایک بہت بڑا معاشرتی سانحہ شمار کیا جاتا تھا۔اس انقلاب نے ایرانی معاشرے میں اور مصنّفین کے افکار و عقائد کو متاثر کیا ایران میں ناول کی صنف کی ترویج کے لیے ادب اور فکر میں تبدیلی ضروری تھی۔مشروطہ سے ایک فکری تبدیلی کا آغاز قاجار کے عہد سے ہی ہو چکا تھا۔ وہ طالب علم جو امیر کبیر کی طرف سے حصول علم کے لیے یورپ بھیجے جاتے تھے مشروطے کی فکری تبدیلی کا وسیلہ ہے۔لوگ جانتے تھے کہ پرانے اسلوب اور اصناف میں نئے عقائد کے بیان کچھ طاقت نہیں اور سب سے بہترین راہ تجدید فکر ہے۔'' (بالائی و کوبی پرس 1366: 164)۔مشروطے کے بعد ایرانی لوگ مختلف یورپی واقعات جیسے فرانس کا عظیم انقلاب (1789) اور یورپ کے نئے مضامین ادب جیسے آزادی اور قانون سے آشنا ہو گئے۔ یوں فارسی زبان میں ایک نئے ادبی دور کا آغاز ہوا۔اس دور میں صحافت نگاری ایک اہم حیثیت رکھتی تھی۔ اگر چہ مشروطیت سے پہلے صحافت نگاری میں بھی فارسی میں ایک مختصر لیکن اہم فہرست سامنے آئی تھی۔جس کی عمدہ مثالیں یہ ہیں: میرزا صالح شیرازی (کازرونی)، جو یورپ سے سب سے پہلا ایرانی تعلیم یافتہ اور تجدد پسندوں کے حلقہ میں شامل تھے انھوں نے ماہوار رسالہ کاغذ اخبار (1216 ش/1838) میں نکالا۔ میرزا تقی خان امیر کبیر اور بعد میں میرزا ابوالحسن صنیع الملک کی نگرانی میں وقائع اتفاقیه (18 دی 1229 ش/ 8 ژانویہ 1851) نکلا۔جس کا نام وقایع، روزنامه دولت علیه ایران اور پھر روزنامه دولتی میں بدل گیا۔اسی طرح ایران سے باہر بھی فارسی زبان میں مگر صحافت کا سلسلہ چلا جن میں ان واقعات کے خلاف لکھا گیا جو معاشرے کے مفادات کے لیے نقصان دہ تھے۔

اختر (1254/ 1875)، محمد طاہر تبریزی کی ادارت میں، استنبول سے؛ عروه الوثقی (1262 ش/ 1884)، عربی زبان میں، سید جمال الدین اسد آبادی کی ادارت میں، پرلیس سے؛ قانون (1268 ش/1889)، مرزا ملکم خان کی ادارت میں، لندن سے؛ حبل المتين (1272 ش/ 1898)، سید جمال الدین حسینی ملقب مؤید الاسلام کی ادارت میں، کلکتہ سے۔مظفر الدین شاہ کے دور میں نجی اخبار چھپنے لگے جن کے اکثر ایڈیٹر شعرا نثر نگار تھے۔یہ اخبار سیاسی سے زیادہ ادبی رجحانات رکھتے تھے۔اس دور میں مختلف واقعات کے زیر اثر ایرانی لوگ انقلاب کے لیے ذہنی طور تیار ہو گئے۔ کھلے ذہن

کی مالک اور پڑھی لکھی شخصیات مشروطہ کے انقلاب میں کارآمد ثابت ہوئیں۔ وہ اپنے قلم سے لوگوں کو بیدار کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ چنانچہ مشروطیت کے دور اور اس کے بعد، اکثر اخبارات کی تحریروں میں سیاسی رنگ آ گیا۔ سنہ 1285 ش/ 1907 میں حبل المتین (تہران)؛ صور اسرافیل، مرزا قاسم خان تبریزی کی ادارت میں؛ روح القدس، شیخ احمد تربتی اور مساوات، سید محمد رضا مساوات کی ادارت سے تجدد پسندانہ رجحانات میں شدت آئی۔ ان کے علاوہ دو اخبار ایران نو (1287 ش/ 1909)، محمد شبستری ابوالضیا کی ادارت اور نوبہار، محمد تقی بہار، ملک الشعرا (1288 ش/ 1910) کی ادارت میں جرأت مندانہ تحریروں پر مبنی تھے۔

تراجم کا کردار:

''تراجم ایرانیوں کے لیے مغربی قصوں اور یورپ کی تہذیب سے آشنائی کا وسیلہ تھے۔ ابتدا میں تراجم زیادہ تر عربی سے فارسی میں ہوئے۔ سب سے پہلے عباس میرزا کے تراجم کی اہمیت تھی۔ میرزا رضا مہندس نے ادوارد گیبون (1116- 1173 ش// 1737-1794) کی کتاب انحطاط امپراطوری روم) 1151 ش/1776) کے پہلے حصے کو انگریزی سے فارسی میں ترجمہ کیا لیکن اسے فتح علی شاہ کے غضب کی وجہ سے اسے اشاعت کی اجازت نہ ملی۔ محمد شاہ نے ناپلیون اول کی تاریخ کو انگریزی سے فارسی میں ترجمہ کرنے کی تجویز دی۔ دارالفنون کے افتتاح کے بعد اساتذہ نے مختلف تراجم پر کام کئے۔ چانچہ مسیو ریشارخان نے، تاریخ امپراتور نیکلاس، اس کے بیٹے نے بھی تاریخ مختصر ناپلئون بناپارت اور علیقلی کاشانی نے (1289 ش/1910) لوئی چہاردہم (چودھویں لوئی) کے تراجم کی اشاعت کی۔" (بالایی، 1377: 28)۔

مشروطے کے عہد میں ایران کے مختلف ممالک خاص طور پر یورپی ممالک کے ساتھ رابطہ کی وجہ سے ادیبوں نے مختلف کتابوں اور ناولوں کو ترجمہ کیا تاکہ ان کے طرز فکر اور علوم سے روشناس ہو سکیں۔ مشروطے کے بعد ژول ورن کی مشہور تحریر دور دنیا در 80 روز (اسی دنوں کی دنیا کے اردگرد) جیسی کتابیں شائع کی گئیں۔ یہ تراجم ایرانی لوگوں کے لیے فکری طور پر فائدہ مند ثابت ہیں۔ اسی طرح ان تراجم نے مغرب ادب اور فکر کے علاوہ سادہ لکھنے میں بھی مدد کی۔" (عبداللهیان، 1379: 23، 24)

فارسی ناولوں کے آغاز میں سفرنامے کی صنف کا بھی اہم کردار ہے۔

رضا خان کے مارشل لا کے دور میں خیالی سفرنامہ کے مصنفوں نے ناول کے لیے ماحول کو تیار کیا۔ یہ کہنا بجا ہوگا کہ ناولوں کے شروعات ترجمہ کے علاوہ، سفرناموں سے ہوئی۔ قاچار کے بادشاہوں کے سفرنامے اس حوالے سے ایک اہم کڑی ہیں: سفرنامہ مظفرالدین شاہ قاجار؛ ناصرالدین شاہ کے سفرنامے، سفرنامہ خراسان؛ سفرنامہ ناصرالدین شاہ به فرنگ شامل ہیں۔ سفرنامہ نگاروں نے سفرنامے کو سیاسی اور معاشرتی صورتحال کو بیان کرنے کے لیے استعمال کیا۔ اس کی اہم مثال سیاحت نامہ ابراہیم بیگ (استانبول، 1282 ش/ 1903) زین العابدین مراغہ ای (1218 -

1289 ش/1839-1910) ہے۔ سیاحت نامہ نے ایران کی تہذیبی وضع پر اثر چھوڑا اور مشروطہ کی تحریک کی ابتدا پر اس کے اثرات مرتب کیے۔ وہ تین جلدوں پر مشتمل ہے: پہلی جلد، 1895 /1274ش؛ دوسری جلد، 1284 ش/ 1905 اور تیسری جلد، 1288 ش/1909 میں شائع ہوئی۔ یہ سفرنامہ تین حصوں میں منقسم ہے؛ پہلے حصے میں حیات ابراہیم کے واقعات کا ذکر ہے؛ دوسرے میں سفر کے حالات مندرج ہیں اور تیسرے میں ایک دانشمند ایران کے بیانات شامل ہیں۔ یہ کتاب ایک دردمند وطن پرست کی پکار ہے۔ جس کا دل ایرانیوں کی پستی اور پسماندگی پر جلتا ہے۔ اس نے حکام کے استبداد، علما کی بے راہ روی اور عوام کی بے علمی اور توہم پرستی پر سخت تنقید کر کے ان میں جذبہ بیداری اور اصلاح پیدا کرنے کی مخلص کوشش کی ہے۔ یہ سفرنامہ دراصل نئے افسانوی ادب کا آغاز ہے۔ عبدالرحیم نجارزادہ تبریزی، جو طالبوف میں مشہور ہے (1207 ش/ 1828) کی **مسالك المحسنين** (قاہرہ، 1280 ش/ 1901) ایک خیالی اور علمی کہانی ہے جو سفرنامہ کی ہیئت میں قلمبند ہوئی ہے۔ طالبوف نے اس کو سرہمفری دیوی (متوفی 1829) آخرین روز حکیم سے متاثر ہو کر لکھا۔ اس کا مضمون یہ ہے کہ محسن بن عبداللہ ایک شخص اپنے ساتھیوں کے ساتھ " کوہ دماوند" (دماوند پہاڑ) پر جاتا ہے۔ وہ وہاں سے نئی معلومات اور انکشافات حاصل کر کے تین مہینوں میں اپنی رپورٹ پیش کرتا ہے۔ اس کتاب میں علمی باتوں کے علاوہ مختلف فرقوں کے آداب و رسوم کا تذکرہ ہے۔

تیرھویں صدی ہجری ش/ انیسویں صدی عیسوی ایران میں چھاپے خانے کا آغاز کے ساتھ تاریخی ناول نگاری کی اشاعت کو فروغ حاصل ہوا۔ عام طور پر تاریخی ناول کا مقصد سبق آموز اور اخلاقی ہوتا ہے۔ ان میں حقیقت اور تاریخ کی آمیزش ہوتی ہے۔ بیشتر ایرانی تاریخی ناولوں میں ایرانی لوگوں کے رہن سہن اور ان کی اخلاقی زندگی پر طنز و تنقید کی گئی ہے۔ بعض ناقدین کے مطابق محمد باقر میرزای خسروی کی ہے **شمس و طغری** کی پہلی جلد (1284 ش / 1905) پہلا ناول سمجھی جاتی ہے۔ باقی دو جلدیں ماری و نیزی اور شمس و ہما کے عنوانات سے چھپ گئیں۔ اس کے بعد **عشق و سلطنت** یا **فتوحات کوروش کبیر** (1297 ش/ 1918) نیز شیخ موسی نثری ہمدانی کبودر آہنگی کا **نخستین** پہلے تاریخی ناولوں میں شمار کیے جاتے ہیں۔ صنعتی زادہ کرمانی کا، **دام گستران یا انتقامخواہان مزدك**؛ پہلا حصہ (بمبئی، 1296 ش/1917) اور دوسرا حصہ (تہران، 1301 ش/1922) بھی اسی دور کے اہم تاریخی ناول ہیں۔'' ان ناول نگاروں کے علاوہ محمد طاہر میرزا سیا لکساندر کا ترجمہ، تجدد پسند اور ادبی شخصیات جیسی آخوندزادہ، میرزا ملکم خان، عبدالرحیم طالبوف، میرزا آقا خان کرمانی سے متاثر ہو کر لکھا گیا۔ دوسرے ادیبوں کا حب وطن کی طرف رجحان بڑھ گیا۔ ان پینتیس سالوں میں صرف تین یا چار معاشرتی ناول لکھے گئے۔ زیادہ تر تاریخی ناول ہی سامنے آئے۔ (آرین پور، 1350، ج2: 235-255)

مصنفین نے مغربی ناولوں سے متاثر ہو کر اپنے ملک کی تاریخ سے منتخب واقعات کو داستان کے طرز پر لکھنا شروع کیا۔ یہ ناول زیادہ تر دارالفنون سے وابستہ ہو کر لکھے گئے۔ نوجوانوں کے لیے لکھے گئے

ان ناولوں کا مقصد تفریح، ایک عہد کے احوال اور مختلف واقعات سے جوانوں کو متعارف کرانا تھا۔ یہ ناول معاشرے کی صورتحال اور ماضی کی زندگی کے آئینہ دار ہیں اور نیز قوموں کی فکری، اخلاقی عادات و رسوم کو بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ ان میں ایرانی ماضی کے واقعات اور ممتاز کردار شامل ہیں۔ گویا ان تاریخی ناولوں میں ماضی پرستی، قوم پرستی یا حب وطن نمایاں ہیں۔ ان ناولوں کے موضوعات زیادہ تر ایرانیوں کی عربوں سے نفرت اور بےزاری ہے۔

مظفر الدین شاہ قاچار نے 1285 ش/1906 میں مشروطیت کا اعلان کیا۔ تھوڑے ہی عرصے کے بعد 1288 ش/1908 میں اس کے جانشین محمد علی شاہ نے مجلس (پارلیمنٹ) سے استعفا دے دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پورے ایران میں آئینی حکومت کی برقراری کے لیے از سر نو جدو جہد شروع ہوگئی۔ اس جدو جہد میں فارسی ادیبوں نے بھرپور حصہ لیا۔ انہوں نے عوام کی بیداری کے لیے کوشش کی۔ قاچار کی حکومت پر تنقید، مشروطہ کی نشانیوں میں سے ایک تھا۔ آخر کار حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ 1299 ش/ ۱۹۲۰ فوجی انقلاب کے بعد رضا خان برسر اقتدار آیا اور اس طرح ایران میں پہلوی دور سلطنت کا آغاز ہوا۔

مشروطے کے دور میں فارسی اور ایرانیت کو اہمیت دینے کے ساتھ ساتھ اجنبیوں کے خلاف آواز اٹھائی جاتی رہی۔ رضا خان کے حکم پر تحریروں پر سنسرشپ کا سلسلہ شروع ہوا اور ادب کو سیاست سے دور رکھنے کی کوششیں کی گئیں۔ ادب میں عرب ستیزی اور اسلام سے پہلے کی ایرانی تہذیب کی طرف رجوع کی طرف مائل کیا گیا۔ شعوری طور پر عربی الفاظ کی بجائے فارسی کا استعمال ہونے لگا۔ بعض اخبارات جیسے ہفتہ وار رسالہ **ایران باستان** (1311-1351 ش/1932-1972) انہی خصوصیات کو اپنانے لگا۔ اسی طرح جرمن دوستی اور انگریز اور روس کی دشمنی اس دور کے اہم سیاسی رجحانات ہیں۔ دوسری جنگ عظیم (1320 ش/ 1921) کی ابتدا میں سیاسی گروپ "متفین" نے ایران کو گھیراؤ کیا۔ احکام دین کی مخالفت اور عورتوں کے رجحانات میں پردے کی مخالفت حکومت کے موافق لکھنے والوں کے ذریعہ من پسند وضع کی ایجاد، عقیدتی ادب اور مزدوری ادب کی پرورش اس دور کے دیگر اہم سیاسی اور ادبی رجحانات ہیں۔

بغاوت کے دور میں ان سیاسی رجحانات کی سرکوبی، صلح میں بدل گئی۔ رضا خان نے سیاسی موضوعات لکھنے والے افراد کو جبراً خاموش کرا دیا۔ اخبار **قرن بیستم** کے ایڈیٹر میرزادہ عشقی کے قتل؛ محمد رضا کردستانی (میرزادہ عشقی) (وفات: 1303 ش/1924) اور مزاحمتی شاعر محمد فرخی یزدی (وفات: 1318 ش/1939) کے لبوں کو سی دینے اور قتل کر کے خاموش کر دینے کی دھمکیاں گئیں۔ اس کے نتیجے میں فارسی ادب میں باغیانہ جذبات ابھر کر سامنے آئے۔ محمد علی جمالزادہ (1274-1376 ش/1895-1997) فارسی داستان سرائی کا باوا آدم ہے۔ صادق ہدایت (1903-1951، 1281-1330 ش) مختصر افسانہ نگاروں میں سب سے اہم نام رکھتا ہے۔ ڈرامے میں حسن مقدم (1277 -1304 ش / 1898-1925) اور رضا کمال (1277-1316 ش/1898 - 1937) جو شہرزاد سے ملقب ہے، اس کے مشہور ڈرامے **پریچہر و پریزاد** (۱۲۹۹ش/1920) اور **زرتشت** (۱۲۹۹ش/1920)

منظر عام پر آئے۔ اس دور میں عقلیت کا رجحان نمایاں ہے۔ شاعری میں نیما یوشیج (علی اسفندیاری) اور افسانوی ادب میں، صادق ہدایت اس رجحان کو آغاز کرنے والے ہیں۔ محمد علی جمالزادہ (1274-1376 ش/ 1895 -1997) کا افسانہ "یکی بود یکی نبود" (1300 ش/ 1921) اور فارسی ادب میں واقعیت نگاری کا آغاز صادق ہدایت (1281-1330 ش / 1903-1951) سے ہوا، بوف کور (1316 ش/ 1937) کے افسانے اس رجحان کے پہلے نمائندہ افسانے ہیں۔ اس دور میں سیاسی واقعات نے نئی اصناف کی ترویج میں اہم کردار ادا کیا۔ خاص طور پر افسانوی ادب میں تبدیلیاں واقع ہوئیں۔

اخبار میں مغربی تیکنیک کا استعمال ہونے لگا۔ اخبار **قرن بیستم** (ایڈیٹر: میرزادہ عشقی) کی اشاعت (1301 ش/ 1922)، حسن مقدم (علی نوروز سے متخلص) کا ڈراما **جعفر خان از فرنگ آمده** (1301 ش/ 1922)؛ سامنے آیا نیز دانشگاہ تہران کا قیام سنہ (1313 ش/ 1934 ہوا اور وہاں ''دانشکدہ ادبیات'' کا افتتاح ہوا۔ اس نمایاں اساتذہ جیسے محمد تقی بہار (وفات: 1330 ش / 1951)، ابراہیم پور داود (وفات: 1347 ش/ 1968)، بدیع الزمان فروزانفر (وفات 1349 ش/ 1970)، جلال الدین ہمایی (وفات 1359 ش/ 1980) تبادلہ خیال ہوتا رہا؛ فردوسی کا ہزار سالہ میلہ (1313 ش/ 1934) اور اس کی آرامگاہ کی تعمیر کی گئی وزیر اعظم محمد علی فروغی کے ذریعے فرہنگستان ایران کا (1314 / 1935) کا قیام ہوا؛ عابدینی محولا بابا تمام واقعات کو سیاسی اور تہذیبی لحاظ سے ناول کی صنف کے آغاز کا سبب قرار دیتے ہیں۔ (عابدینی، 1380: 17-21)

سید مرتضی مشفق کاظمی نے پہلے فارسی معاشرتی ناول **تہران مخوف** (1304 ش/ 1925) کو مارشل لا کے دور میں قلم بند کیا جس کو ادب کا ایک اہم موڑ سمجھا جاتا ہے۔

مشروطہ کے دور میں تجدد پسند مصنّفین نے انقلاب کے لیے کوششیں کیں۔ ان کی نثر سادہ اسلوب میں تھی۔ جس کا مقصد ادبی شخصیات اور عام لوگوں کو پڑھنے کی طرف راغب کرنا تھا۔ مشروطہ کی عہد سادہ نویسی، ترکی آذری اور قفقازی الفاظ اور عربی تراکیب کو نظر انداز کرنا، تہران یونیورسٹی کے دانشکدہ ادبیات اور فرہنگستان کے قیام سے فارسی نثر مزید پر اثر ہو گئی۔ مختلف نثری متون جیسے ڈراما علمی مراکز میں تخلیق شدہ ادب اور نثری ادب، تنقید اور تحقیق مغربی تصانیف کے ترجمے سے فارسی نثر میں اضافہ ہوا۔ (رحیمیان، 1384 ش، 71-79)۔ فارسی ادیب، فرانسیسی اور روسی ادب سے آشنا ہوئے۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ مشروطہ کے عہد اور آزادی سے پہلے سادہ نویسی کی طرف توجہ مبذول ہونے لگی تھی اور اکثر نثری متون میں سادہ زبان کا استعمال کیا گیا تھا۔

فارسی ادیب معاشرتی ناول لکھنے کی طرف راغب ہوئے۔ یہ اصلاح پسند اور تجدد پسن مصنّفین مغربی ناول نگاروں روبینسون کروزوۂ، دانیل دفو اور الکساندرا دوما سے متاثر ہے۔ ان ناولوں کا موضوع زیادہ تر معاشرتی مسائل تھا نیز مردوں اور طوائف کے باہمی تعلقات بھی موضوع بنے۔ طوائف کی بیچارگی پر قلم اٹھایا گیا۔

ان ناولوں میں عورت ایک ہیروئن کے طور پر ظاہر ہوئی، یوں عورت شاعری کی تخیلی فضا سے حقیقی فضا میں داخل ہوگئی۔

معاشرتی ناولوں میں عورت پس ماندگی اور وہم کی علامت ہے۔ ان ناولوں میں عورت اپنے معشوق کے سامنے شکست خوردہ نیز نکاح کی مجبوری کی وجہ سے تحقیر اور بے قدری کی علامت کے طور پر سامنے آتی ہے۔ لالچی اور امیر مردوں کے ہاتھوں میں بھٹکی ہوئی لڑکیوں کی سرگزشت بیان کی گئی ہے اور مصنفین نے معاشرے میں ناانصافی، جہالت، اور وہم پر اس عہد کے ناولوں میں پرتشویش کا اظہار کیا ہے۔ نیز معاشرتی ناول نگار، اشرافیہ سے متعلق اور انجمن ''جوانان ایران'' کے رکن تھے۔اس کمیٹی (1301 ش/ 1922) میں مغربی پڑھے لکھے لوگ بھی شامل تھے اور چار مہینے کی مدت میں اس کے ارکان کی تعداد پچاس تک پہنچ گئی۔ اس انجمن نے عورتوں کے حقوق کی طرف توجہ دلائی۔'' (عابدینی، 1380: 56) پہلے فارسی ناول متوسط طبقے کی خواہشات کو بیان کرتے ہیں۔ان ناولوں میں عورتیں جہل، خرافات اور استبداد پر قربان ہوتی دکھائی گئی ہیں۔

اس دور کے دوسرے معاشرتی ناولوں میں طوائف اور کلرک کے کرداروں کی مظلومیت کو موضوع بنایا گیا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ان میں بعض ناول نگار مثلاً مشفق کاظمی، محمد حجازی جیسے لوگ رضا شاہ کے عہد میں دیوان سالاری میں عہدہ دار تھے اور ان میں سے بعض کلرک پیشہ بھی تھے۔ان ناولوں میں مولانا حضرات کے کردار اپنا روایتی لباس اتار کر اور یورپی لباس پہن کر محکمانہ امور انجام دیتے ہیں۔

یہاں اس امر کا تذکرہ بھی ضروری ہے کہ فارسی کے تاریخ ادب میں 1300 ش/ 1921 ایک اہم موڑ ہے جہاں شاعری اور افسانوی ادب میں نئی اصناف ''ڈراما'' اور ''افسانہ نگاری'' سامنے آئیں اور ناول میں موضوع کے حوالے سے نمایاں تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ ناول نگار محمد مقدم نے معاشرے سے حقیقی کرداروں کو ڈرامے کا موضوع بنایا محمد علی جمالزادہ نے اخبارات کے فکری خیالات کو قصوں کی شکل میں بیان کیا۔

جہاں تک فارسی میں اولین معاشرتی ناول نگار کا تعلق ہے ان میں مرتضٰی مشفق کاظمی نمایاں ہیں۔ سید مرتضٰی: مشفق کاظمی شاعری کرتے تھے اور ان کا تخلص مشفق تھا، تہران میں ایک مذہبی دولتمند گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد میرزا رضا، دیوان اور بعد میں محکمہ خزانہ میں کام کرتے تھے۔

مشفق کاظمی نے معاشرے کی معاشی بدحالی، غربت، بیماری، بدامنی، بے چینی کی صورتحال کی وجہ سے خاص طور پر قاجار کی حکومت کے خاتمہ، جنسی فساد، اخلاقی معاشرتی کے زوال، سیاسی لوگوں کی گرفتاری اور مارشل لاء 1299 ش/ 1920 کے زیر اثر حالات کی اپنے مشہور اور پہلے ناول تہران مخوف (برلن 1303 ش/1924) میں تصویر کشی کی۔ انہوں نے یہ ناول برلن میں لکھا۔ اس ناول کو حسن مقدم نے رسالہ ستارہ ایران میں قسط وار شائع کیا۔ اس اخبار میں عورتوں کے مسائل کے بارے میں مضامین لکھے جاتے تھے۔

مشفق کاظمی کے دیگر اہم ناولوں میں درج ذیل ناول شامل ہیں:

یاد گار یك شب (تہران، 1305 ش/1926) کو (ایک رات کی یاد) جو تہران مخوف کی دوسری جلد ہے۔ **گل پژمرده** (1308 ش/1929)؛ رشک پر بہار (1309 ش/1930)

ڈائری :**روز گار و اندیشه ها** (تہران، 1350 ش/1971)

ناول تہران مخوف مشروطیت کے بعد اور انقلاب کی شکست کے نتیجے میں سیاسی، دفتری اور اخلاقی فساد، معاشرتی بے قراری اور مایوسی کی عکاسی کرتا ہے۔اس میں مشفق کاظمی نے عشق، لالچ، فاحشہ گری اور تہران کے خوفناک مسائل، قاجار کے آخری دور میں بدنظمی اور آشوب اور دیگر معاشرتی پہلوؤں کی عکاسی کی ہے۔''مشفق کا اسلوب یورپ کے ناول کے اسلوب سے متاثر ہے۔تہران مخوف کے عنوان کا انتخاب نہایت موزوں ہے کیونکہ مصنف نے اس میں فسادات، برائیوں اور معاشرے کی کمزوریوں کو نمایاں کرنے کی کوشش کی ہے۔(عبداللہیا، 1379: 38-39) ناول تہران مخوف میں بھی وہ مقصدیت واضح ہے۔ جو وہ معاشرے کو بہتر نمایاں کرنے کے لیے فارسی ادب میں ظہور پذیر ہوتی۔اس میں نچلے طبقوں پر حکام کا ظلم وستم اور ماحول کی خرابی اور فساد کا بیان ہے۔

محمد حجازی، عباس خلیلی اور ربیع انصاری نے مشفق کاظمی اور ان کی ناول نگاری کے راستے پر چل کر فارسی میں معاشرتی ناول کو اپنے عروج تک پہنچا دیا۔

عباس خلیلی بھی اہم معاشرتی ناول نگار ہیں وہ 1272 ش/1893، نجف میں پیدا ہوئے اور وہیں پر تعلیم حاصل کی۔وہ ایک ناول نگار، شاعر اور عربی اور فارسی زبانوں کے ماہر تھے۔جب عراق میں انگریزوں کے خلاف تحریک چلی تو وہ نہضت اسلام کے گروہ میں شامل ہو گئے۔ پہلی جنگ عظیم کے بعد انگریزوں نے ملک عراق کو گھیرا تو جوانوں کے ایک دستہ نے اعتراض کرنے کے لیے انگریزوں کے سردار کو قتل کیا۔انگریزوں نے بھی سب کو پھانسی دی مگر ان میں سے دو آدمی بچ نکلے۔جس سے ایک عباس خلیلی تھے جو مختلف مصائب کے بعد ایران میں واپس آگئے۔انہوں نے شیخ علی فتی الاسلام کے نام سے اپنی شناخت کو خفیہ رکھا۔اخبار رعد میں عربی کا ترجمان ہوئے۔پھر انگریزی حکومت نے ان کے لیے عام معافی کا اعلان کیا۔اس کے بعد خلیلی نے اپنی اصلی پہچان کو آشکار کیا۔وہ سید ضیاالدین کی مدد سے بلدیہ کی اطلاعات کے محکمے کی سرپرستی کے عہدے پر فائز ہوئے۔خلیلی نے 1299 ش/1920 اخبا **اقدام** چلا کر اس میں اپنے ادبی آثار کو شائع کیا۔انہوں نے کچھ عرصے کے لیے مصر کے ایک رسالہ **المقتطف** کی ادارت میں حصہ لیا۔انہوں نے **کلیات سعدی** اور فردوسی کے شاہنامہ کے ایک ہزار سے اوپر اشعار کو عربی میں ترجمہ کیا۔اسی بنا پر مصر اور سوریہ کے ادیبوں نے ان کو سراہا۔خلیلی کے ناولوں میں عورتوں ناگفتہ بہ صورتحال کے بیان کے علاوہ مختلف مسائل جیسے جبری نکاح اور گالم گلوچ کے مسائل وغیرہ قلمبند کیے گئے۔1350 ش/1971 میں دل بند ہو جانے کی وجہ سے انتقال ہوا۔خلیلی کا نام فارسی کے معاشرتی ناول نگاروں میں سرفہرست ہے۔عباس خلیلی نے تہران مخوف سے متاثر ہو کر **روز گار سیاه** (کالے ایام)

(تہران،1303ش/1924) لکھا۔"ان کا انداز بھی مشفق کاظمی کے اسلوب کی طرح کہانی گوئی کی طرف مائل ہے۔عباس خلیلی اس داستان کو حزنیہ انداز سے بیان کرتے ہیں۔اس میں معاشرے کی اصلاح کرنے کے لیے نصیحت کرتے ہیں اور تہران کو عیش وعشرت میں ڈوبا دکھاتے ہیں۔انہوں نے اس ملک کی بے سہارا عورتوں کو شعور بخشنے کی کوشش کی ہے اور ان مردوں کے خلاف لکھا جو ظالم خودغرض ہیں اور عورت کو وسیلہ عیش سمجھتے ہیں، خلیلی اس صورتحال سے بہت پریشان ہیں اور ان کی یہ خواہش ہے کہ سب لوگ اکٹھے ہوکر ان مسائل کو دور کرنے کی کوشش کریں۔" (آرین پور،1350:،ج2،268)

عباس خلیلی کے دیگر اہم ناول درج ذیل ہیں:

انسان (تہران، 1304 ش/1925)؛ **انتقام** (1304 ش/1925) **اسرار شب** (تہران، 1305ش/1926)؛ **خیالیات** (تہران، 1309 ش/1930)؛ **پیرچاك هندی** (تہران، 1315 ش/1936)؛ **مقتبسات** (تہران، 1309 ش/1930)؛ **داستان امروز** (تہران، 1310 ش/ 1931)؛ **خروش** (تہران، 1310 ش/ 1931)؛ **شارلوت** (تہران، 1310ش/1931)؛ **فجائع** (تہران، 1311 ش/1932)؛ **دیر سمعان** (تہران، 1312 ش/1933)۔

ربیع انصاری بھی اہم معاشرتی ناول نگار ہیں انہوں عورتوں کی تیرہ بختی اور معاشرے کے مسائل کی عکاسی کو موضوع بنایا۔ان کے ناولوں میں پند وموعظت نظر آتی ہے۔اس وجہ سے ان کی تحریر کو پڑھنا دشوار ہے۔"وہ عصر رضا خان کے بیس سال لکھنے والوں میں سے ایک ہیں۔**جنایات بشر یا آدم فروشان قرن بیستم** (کرمانشاہ، 1309/1930) صرف ایک داستان نہیں بلکہ اس میں مصنف اس عہد کی عورتوں کی تیرہ بختی کے مشاہدات کو بھی بیان کرتا ہے۔" (شریفی، 1387: 215)

ان کا دوسرا ناول **سیزده عید** (تہران، 1311/1932) ہے جس میں معاشرے میں عورت کے مقام کو بیان کیا گیا ہے۔

مطیع الدولہ محمد حجازی 1280ش/ 1901 تہران میں پیدا ہوئے۔حجازی نے 1300ش/ 1921 میں لکھنا شروع کیا۔" (آرین پور،1350، ج2: 243) حجازی **انجمن روابط فرهنگی ایران و پاکستان** اور **رستاخیز زنان** کی صدر رہے۔ خاموشی سے سیاسی اور ملی خدمات انجام دیتے رہے۔انہوں نے (1311ش / 1932) میں **پست وتلگراف** (ڈاک اور تار) کا رسالہ شائع کیا۔حجازی نے پرورش افکار کی ادارت، کمیسیون مطبوعات کی ادارت کی۔**ایران امروز** کا رسالہ جو سیاست عصر کے پروپیگنڈا کا ذریعہ تھا۔وہ ایران کے فرہنگستان کا رکن، فکر اور روح کی حفظان صحت کے مدیر، ایران کی طباعت اور تبلیغات کے مدیر رہے۔انہوں نے یورپ کے ساتھ ساتھ ہندوستان اور امریکہ کے متعدد سفر کیے۔

ان کے اہم ناول اور دیگر تصانیف یہ ہیں: پہلا ناول ہما (پاریس، 1307 ش/ 1928)؛ پریچہر (1308 ش/ 1929)؛ زیبا 2 جلد (1311 ش/ 1932)؛ سرشك (1332 ش/ 1953)؛ پروانه (1332 ش/1953)

نثری کلام کا مجموعہ (افسانہ)؛ آئینه (مقالات کا مجموعہ) (1312 ش/ 1933)؛ اندیشه (1319 ش/ 1940)؛ ساغر (مقالات کا مجموعہ) (1331 ش/1952)؛ آرزو (1332 ش/ 1953)؛ نسیم (مجموعہ مقالات) (1339 ش/ 1960)؛ ڈرامہ: محمود آقا را وکیل کنید (1320 ش/ 1941)

محمد حجازی نے اپنے معاشرتی ناولوں کو معاشرے کی اصلاح کا وسیلہ بنایا۔ انہوں نے اپنے ناولوں خاص طور پر زیبا میں حقیقت نگاری کے ذریعے اس دور کے معاشرے کی عکاسی کی۔ وہ ہوس پرست عورتوں کے انجام سے وعظ اور نصیحت کے ذریعے مردوں کو باخبر کردیتا ہے۔ ان کا مقصد جدیدیت کی تبلیغ ہے۔ حجازی اپنے زمانے کے مقتدر اشخاص میں شمار ہوتے تھے۔ اسی لیے ان کے ناولوں میں اداروں میں نظم ونسق کی خرابیوں کا بیان نمایاں ہیں۔ ان کے ناولوں کردار یا تو فرشتہ ہیں یا بالکل شیطان۔ حجازی عشق ومحبت کے رموز کو سمجھتے ہیں۔ عاشق اور معشوق کی دلی بے چینی سے بہت اچھی طرح واقفیت رکھتے تھے۔ ان کے رومانوی افسانوں میں یہ عنصر غالب ہے۔ حجازی کے ناولوں میں دفتری معاملات وفسادات کا اعتراف بھی کیا گیا ہے۔

وہ معاشی ناہمواریوں کے روندے ہوئے پست حالوں کے لیے اپنی دردمندی کا اظہار کرتے ہیں اور ان کی اصلاح اور خوش حالی کے لیے جدو جہد کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کے فلسفہ اخلاق میں رجائیت ہے۔ وہ زندگی کی مشکلات پر قابو پانا اور دشواریوں سے مقابلہ کرنا سکھاتے ہیں۔ حجازی سلیقے سے لکھتے ہیں؛ وہ ایک واعظ اور جذباتی شخص ہیں اور کہانیوں کے اخلاقی نتیجے کی تلاش میں رہتے ہیں۔

جہانگیر جلیلی بھی معاشرتی موضوعات پر ناول نگاری کرنے والے اہم مصنف ہیں۔ جہانگیر جلیلی وہ صحافی، ناول نگار اور شاعر تھے۔ 1288 ش/ 1909 تہران میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ادبی ذوق و شوق کی وجہ سے جوانی میں ہی شاعری شروع کر دی تھی اور اپنا تخلص ''جلیلی'' رکھا۔ اپنی نظمیں مختلف رسالوں میں چھپوا دیا کرتے تھے۔ وہ دو سال کے لیے " کالج امریکا" سے جاری کردہ اخبار ''جوانان ایران'' کی سرپرستی کرتے رہے۔ وہ انجمن ادبی "فردوسی" کالج میں بھی مدیر تھے اور مالی وزارت میں ملازمت کرتے رہے۔ ان کا مشہور ناول من هم گریه کرده ام (میں بھی رویا ہوں) ایک تعلیم یافتہ لڑکی کی کہانی ہے جو طوائف بنتی ہے۔ انہوں نے طوائف کی سرگزشت اور انجام کو حزنیہ شکل میں بیان کیا ہے۔ جلیلی اس ناول کے ذریعے رضا شاہ کے عہد اور معاشرے کی عکاسی کرتے ہیں۔ وہ یہاں وعظ و نصیحت کے راستے کو اختیار کرتے ہیں اور اپنے آپ کو طوائفوں کی جگہ قرار دیتے ہیں اور ان کے مسائل کو

ان کی زبان سے بیان کرتے ہیں اور طوائفوں کا انجام، ان کی برائی اور غلط کام کو بیان کرنا چاہتے ہیں۔ اس ناول میں مصنف پروین اور دوسری بری لڑکیوں کے حال پر روتا ہے۔ وہ معاشرے کے مسائل کو بیان کرتا ہے لیکن کوئی ان کے علاج کیلئے کوئی حل نہیں دکھاتا ہے۔ ان کے نزدیک مسائل مرکزی کردار کی اصلی جڑ معیشت کا زوال اور جوانوں کی غلط تربیت ہے۔ (آرین پور، 1350، ج2: 316)

کہا جاتا ہے کہ وہ یہ ناول لکھتے ہوئے وہ اپنی عصری صورتحال سے اتنے مایوس ہوئے کہ برداشت نہ کر سکے اور یہی مایوسی کی شدت ان کی خودکشی کا باعث بنی۔

جلیلی کے دوسرے ناول **کاروان عشق** (تہران، 1317 ش/ 1938)اور از دفتر خاطرات (تہران، 1313 ش/1934) ہیں۔

یحییٰ دولت آبادی (وفات :1318 ش/1939) سیشہرناز؛ صنعتی زادہ کرمانی (وفات: 1352 ش/ 1973) کا **مجمع دیوانگان** (1303 ش/1924) ایسے ناول ہیں جنہوں نے تلخ حقیقت اور عورتوں کے سنجیدہ اور کربناک مسائل اور نچلے طبقات کی تصویر کشی کی ہے۔

فارسی ادب میں مذکورہ بالا معاشرے مصنّفین کے معاشرتی ناول کوئی زیادہ مقبولیت حاصل نہ کر سکے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ناول معاشرے کے حقیقی مسائل کی طرف زیادہ توجہ نہیں کر سکے کیونکہ یہ زیادہ تر یورپ سے متاثر تھے۔ اسی لیے ان میں زیادہ تر یورپ کے مسائل کی عکاسی تھی۔ یہ ناول حقیقت کی بجائے زیادہ تر جذباتیت سے مملو ہیں۔ ان ناولوں کا اسلوب یورپی ہے اور ان کی جڑ عام فارسی کہانیوں میں ہے۔ ابتدائی ناول نگاروں کے فکر وفن کا محدود ہونا، قاری کی کمی، خواندگی کی کمی، اشاعت میں مشکلات اور ان کا مغربی ناولوں کے تراجم ہونا اور ان کی نامقبولیت کا سبب بنا۔" (عابدینی، 1380، ص 72-73)۔

اس دور کے ناول کی ترقی نہ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ فارسی معاشرتی ناول کا آغاز ابتدا میں آزادی کی تلاش اور سیاسی مسائل کا بیانیہ تھا۔'' (دہ بزرگی، 1384: 52-53)۔ معاشرتی ناول نگار زیادہ تر معاشرے کی اصلاح کی خواہش کا اظہار کرتے تھے۔ لیکن اپنے ناولوں میں کوئی مناسب راہ تجویز نہیں کیا کرتے تھے بلکہ معاشرے کے مسائل اور مشکلات کو حقیقی منتقم یعنی اللہ تعالی کے سپرد کرتے تھے۔ جدید ذرائع ابلاغ اور ٹی وی عام ہونے کے بعد لوگ ناول پڑھنے کے لیے کم وقت رکھتے تھے۔ اسی لیے ناول کی طرف رجحان بہت کم ہوگیا۔ تاہم فارسی میں ناول کی صنف کی ترویج وترقی کے ضمن میں ان ابتدائی ناولوں اور ناول نگاروں کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

☆☆☆☆

کتابیات

1- آرین پور، یحیی ، از صبا تا نیما، (تاریخ 150 سال ادب فارسی)، ج 1 و 2 ، تهران: انتشارات فرانکلین، 1350 ش

2- آژند (ی-میاندوآبی)، یعقوب ، تجدد ادبی در دوره مشروطه، تهران: انتشارات مؤسسه انجمن قلم ایران، 1388 ش

3- الشکری ،فدوی، واقعگرائی در ادبیات داستانی معاصر ایران (رمان) 1320 - 1357 ش، تهران: نگاه ،138 ش

4- بالائی ،کریستف، کوبی پرس، 1366 ش، سرچشمه های داستان کوتاه فارسی ،احمد کریمی حکاک ،تهران: پاپیروس۔

5- ------- ،، پیدایش رمان فارسی، ترجم? م? وش قویمی- نسرین خطاط، تهران: انتشارات معین انجمن ایرانشناسی فرانسه، 1377 ش

6- ده بزرگی ،غلامحسین، ، ادبیات معاصر ایران با گزیده ای از شعر و داستان معاصر، تهران: زوار، 1384 ش

7- رحیمیان ،هرمز ، ادبیات معاصر نثر ادوار ،نثر فارسی از انقلاب مشروطیت تا انقلاب اسلامی، تهران: سازمان مطالعه وتدوین کتب علوم انسانی دانشگاہها (سمت)، 1384 ش،

8- شریفی، محمد، فرهنگ ادبیات فارسی، تهران: انتشارات معین، 1387 ش

9- عابدینی [میر] حسن ،، صد سال داستان نویسی در ایران، تهران: نشر چشمه، 1380 ش

10- عبداللهیان حمید ،کارنامه نثر معاصر، تهران: نشر پایا، 1379 ش

11- فورستر، ادوارد مورگان، جنبه های رمان، مترجم: ابراهیم یونسی ،تهران :امیر کبیر، 1352 ش

12- مددی، محمد، سوئدی ها در ایران (از سفر نخستین سوئدی "اوکسن استرنا" به ایران در سال 1617 تا سفر "داگ هامرشولد" دبیر کل سوئدی سازمان ملل متحد در سال 1955ء همراه با تاریخچه روابط ایران و سوئد، تهران: سازمان انتشارات گفتمان، 1381 ش

13- مشفق کاظمی ،، روزگار و اندیشه ها، تهران: انتشارات ابن سینا، 1350 ش

14- معین ،محمد ،فرهنگ فارسی (متوسط)، تهران: امیر کبیر، 1364 ش

15- میر صادقی ،جمال، ادبیات داستانی: قصه داستان کوتاه رمان با نگاهی به داستان نویسی معاصر، تهران: انتشارات شفا، 1366 ش